جنابِ آرمی چیف سے ذاتی درخواست ہے

سہیل لون

بھلا اِس میں دوسری رائے کیا ہو سکتی ہے کہ پاکستان صرف اور صرف معاشی ضرورتوں کیلئے چھوڑا تھا ورنہ اپنی گلی اپنا محلّہ کون چھوڑتا ہے۔ البتہ بہتر اور محفوظ مستقبل تو نگر نگر دربدر لیے پھرتا ہے۔ پاکستان چھوڑ کر برطانیہ یا کہیں اور آنے والوں کیلئے اِس ملک میں بہت دلکشی ہے لیکن جو یہاں رہتے ہیں انہیں پاکستان پہلی محبت کی طرح یاد رہتا ہے یعنی ہر وقت اور ہر دم۔ ہم دیارِ غیر میں محنت کرتے ہیں کہ سرمایہ پاکستان بھیج سکیں تاکہ وہاں عام آدمی کا معیارِ زندگی بہتر ہو سکے لیکن جب ہمیں اپنے ہی ملک سے اپنے ہی عزیز و اقارب کے بارے میں بُری خبریں ملتی ہیں تو دیارِ غیر میں غریب الوطنی کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے۔ میرے ایک عزیز نے مجھے پاکستان سے ای۔میل کی ہے جو پاکستان کے اداروں کی نالائقی، کرپشن، نااہلی، بددیانتی اور بزدلی کی ایسی تصویر ہے کہ لکھتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ سوچا تو یہ تھا کہ اس ای۔میل کو بنیاد بنا کر کالم لکھوں لیکن درد کا جو احساس مجھے ای۔میل میں محسوس ہوا شاید میں اُس کا ابلاغ قاری تک اپنے الفاظ میں نہ کر پاؤں سو من و عن ای۔میل ہی آپ کی خدمت میں پیش کیے دیتا ہوں۔

سہیل بھائی

اسلام علیکم

بہت دنوں سے لکھنا چاہتا تھا لیکن عجیب تذبذب کا شکار تھا کہ لکھوں یا خاموش بیٹھا رہوں لیکن بہت سوچ کر میں اِس فیصلے پر پہنچا کہ اگر میں نے اپنے موجودہ حالات میں کسی تعلیم یافتہ عزیز کو ہمراز نہ بنایا تو میں ذہنی مریض بن جاؤں گا یا پھر قتل کر دیا جاؤں گا۔ سو اگر یہ سب کچھ میرے ساتھ ہونا طے ہو چکا ہے تو میں نے مصلحت پسندی کے بجائے احتجاج کا رستہ اختیار کیا ہے۔ آپ کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کا لکھا اُن لوگوں تک پہنچ جاتا ہے جو عام آدمی کی بات پر کان نہیں دھرتے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں انارکلی بازار میں رحمت مارکیٹ میں دکان چلا رہا تھا اور آپ بارہا اس دکان پر تشریف بھی لا چکے ہیں، یہی دکان میرے بچوں کی کفالت کا واحد ذریعہ ہے۔ مارکیٹ مالکان نے مارکیٹ بیچنے کا اعلان کیا تو لینڈ مافیا میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ 100 سے زائد دکاندار سہم گئے کہ اب کیا بنے گا؟ اگر مالکان نے دکانیں بیچنی ہی تھیں تو تمام دکانداروں کو ریٹ بتا کر اُن سے پیسے وصول کر لیں۔ لیکن اُنہوں نے ایسا کرنے کے بجائے اسی مارکیٹ کے نام نہاد صدر، جو بونیری پٹھان ہے اور یہ چھ سات بھائی کبھی اسی بازار میں چھابے لگاتے تھے لیکن پھر یکلخت دیکھتے ہی دیکھتے اسی مارکیٹ کے چوکیدار کے یہ بیٹے اربوں میں کھیلنا شروع ہو گئے۔ ایک بھائی ڈاکو ہے اور ڈکیتی کے لاتعداد مقدمات میں گرفتار ہوا لیکن نام نہاد صدر کا بھائی ہونے کی وجہ سے انارکلی بازار میں ہونے والی کسی ڈکیتی کی اُس سے متعلقہ تھانہ نے تفتیش نہ کی گئی اور نہ ہی تھانہ نیو انارکلی نے اُسے کاریکارڈ منگوانے کی زحمت کی۔ اِن پٹھان بھائیوں نے جعلی کرنسی سے لے کر ہنڈی اور کپڑے کی سمگلنگ سے لے کر اسلحہ کی

فروخت تک ہر کام کیا۔ جعلی کرنسی اور قبضہ گروپوں سے تعلق کے علاوہ انہوں نے پٹھانوں اور افغانوں کی تنظیم بھی بنا رکھی تھی اور اسلحہ کی سرعام نمائش کر کے شریف دکانداروں کو خوفزدہ کرتے رہتے ہیں۔ مارکیٹ مالکان نے 52 کروڑ روپے مارکیٹ کی قیمت طے کی اور 50% دکانداروں کو چھوڑ دیا کیوں کہ وہ پرانے بیٹھے ہوئے تھے اور 26 کروڑ میں رحمت مارکیٹ کو صدر کے ہاتھوں بیچ دیا۔ جس نے ہر دکاندار کو اپنی من مرضی کا ریٹ لگایا اور تین اقساط میں مالکان کو پیسے پہنچانے کی ذمہ داری لی۔ صدر رحمت مارکیٹ نے دکانداروں سے کہا کہ بیعانہ 12 دکانداروں کے نام ہوگا لیکن بیع نامہ صرف اپنے نام کروالیا۔ دکانداروں نے دو قسطیں ادا کرنے کے بعد صدر صاحب سے اصل کاغذات وغیرہ دیکھنے کا مطالبہ کیا جس میں، میں بھی پیش پیش تھا لیکن پہلے تو صدر صاحب ٹرخاتے رہے اور بعد ازاں مکر گئے کہ میں کسی کو کچھ بھی دکھانے کا پابند نہیں ہوں۔ میں نے مارکیٹ میں دوسرے دکانداروں سے بات چیت کی کہ یہ تو ہمیں لوٹا جا رہا ہے۔ یہ اطلاع جب صدر اور اُس کے بدمعاش اور انتہائی مشکوک بھائیوں کو ملی تو انہوں نے نہ صرف میرے ملازم کو اغواء کر کے زدکوب کیا بلکہ وقوعہ پر میرے پہنچنے پر مجھے بھی سنگین نتائج کی دھمکیں دیتے رہے۔ بات تھانہ تک پہنچی لیکن تھانہ بھی اُسی کا ہے مجھے تفتیشی نے کہا کہ جان کی سلامتی چاہتے ہو تو صدر اور اُس کے بھائیوں سے بنا کر رکھو یہ خطرناک لوگ ہیں اور اِن کے شمالی وزیرستان تک رابطے ہیں۔

سہیل بھائی! یہ لوگ مجھ سے 19 لاکھ روپے وصول کر چکے ہیں اور اب نہ مجھے دکان دے رہے ہیں اور نہ ہی پیسوں کے حوالے سے کوئی بات کر رہے ہیں۔ بارہا میرے پوچھنے کے باوجود ہمیشہ ذلت آمیز رویے اختیار کرتے ہوئے مجھے خاموش کروادیتے ہیں۔ میں انارکلی بازار کے صدر اشرف بھٹی کے پاس بھی گیا لیکن وہ کچھ بھی سننے کیلئے تیار نہیں کیونکہ انہوں نے مارکیٹ کے صدر نعیم خان سے بہت سی سہولتیں لے رکھی ہیں۔ بازار کا کوئی شخص اِن بدمعاشوں کے آگے بولنے کیلئے تیار نہیں۔ کوئی محکمہ انہیں ہاتھ نہیں ڈالتا' اِن حالات میں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں۔ یہ لوگ مارکیٹ کی چھت پر بھی قبضہ کر چکے ہیں جو کہ تمام دکانداروں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ مشکوک افغانیوں اور پٹھانوں سے اِن کے روابط نے سب کے منہ پر تالا لگا رکھا ہے۔ یہ لاہور کے دل میں بیٹھ کر کھلی بدمعاشی کر رہے ہیں لیکن کوئی اِن کو پوچھنے والا نہیں۔ اتنا بڑا سودا ہوا لیکن سرکاری خزانے میں ایک ٹکا نہیں گیا' انکم ٹیکس والے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں' ایف۔آئی۔ اے۔ اِن سے نہیں پوچھتی کہ بھئی تم کل تک چھابے لگاتے تھے آج یہ اربوں روپیہ تمہارے پاس کہاں سے آ گیا؟ جب اتنے طاقتور ریاستی ادارے ضربِ عضب میں اِن مشکوک افراد کو جن کے افغانستان تک روابط ہیں کچھ نہیں کہتے تو بتائیں اِن حالات میں' میں کیا کروں۔ لوٹ مار کی سیل لگی ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ سو سے زائد دکانداروں کو دن دیہاڑے خاموشی سے لوٹ لیا گیا ہے اور کروڑوں روپے سرکار سے چھپا کر گھر لے جائے جا رہے ہیں جن میں سے بہت سی کالعدم تنظیموں کو بھی حصہ جائے گا جیسا کہ مارکیٹ کے فنڈ میں سے جاتا ہے۔ آپ کچھ ایسا کریں کہ مجھے میری دکان مل جائے تاکہ میں اپنے بچوں کا پیٹ پال سکوں اور بدترین مہنگائی میں بھوک کے عذاب سے اپنے بچوں کو محفوظ رکھ سکوں۔ میری ساری فیملی انتہائی ذہنی کرب میں مبتلا ہے اور روزانہ آپ کی بھابی مجھ پر مختلف آیات کا دم کر کے گھر سے روانہ کرتی ہے۔ خوف' جبر اور ریاستی اداروں کی عدم توجہ کی وجہ سے میں کچھ بھی کرنے سے قاصر ہوں۔ خدارا میرے لیے کچھ کریں۔ ورنہ ایک اذیت ناک موت میرا رستہ تک رہی ہے۔

آپکا بھائی

میں نے اِس ای۔میل میں سے صرف اُس کا نام کاٹا ہے باقی واقعات من وعن تحریر کر دیئے ہیں۔ میں یہ ای۔میل پڑھنے کے بعد بہت دیر تک سوچتا رہا کہ کیا میرا دیس جنگل بن چکا ہے؟ شہباز شریف کی گڈگورنس اور ضرب عضب کی کامیابیوں کے باوجود لاہور جیسے شہر میں آئی جی پنجاب کے دفتر سے ایک کلومیٹر کے فاصلے' اور تھانہ نیوانارکلی سے چند سو میٹر دور بیٹھا شخص اگر اتنا غیر محفوظ ہے تو پھر چھوٹو گینگ کا واقعہ تو انتہائی معمولی دکھائی دے رہا ہے' ڈبل شاہ تو بس بدنام ہی تھا یہاں تو ہر موڑ پر ڈبل شاہ اور ڈبل خان بیٹھے ہیں۔ میں نے یہ تحریر صرف اور صرف کور کمانڈر لاہور کیلئے لکھی ہے کہ دیار غیر میں ہم لوگ اپنے عزیز و اقارب کو پنجاب پولیس نہیں آپ کے سپرد کر کے آئے تھے اور اگر وہ لوگ غیر محفوظ اور ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر ہم پردیس میں آپ کی محبت کا پرچم کیوں بلند کیے ہوئے ہیں۔ جناب یہ انتہائی سنگین معاملہ ہے۔ میں نے اپنے عزیز سے فون پر بھی بات کی ہے وہ زاروقطار رو رہا تھا لیکن میں اُسے دلاسا دیتا رہا لیکن میں جانتا ہوں کہ یہاں سب کچھ مل کہ ہو رہا ہے۔ جس ملک کا وزیر اعظم اپنی عوام' جن کے ووٹوں سے منتخب ہو کر وہ ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنا ہے' اُن کے سامنے جوابدے نہیں تو پھر کوئی مشکوک پٹھان یا نیم افغان سہولت کار یا معاون کسی کو جواب کیوں دے گا؟ میں نے ائرفورس میں رہ کر قوم کی خدمت کی ہے سو میں اپنے آرمی چیف سے ہی درخواست کروں گا کہ خدارا کسی افسر کو نیوانارکلی بھیج کر اِس مشکوک گروہ کی تفتیش بھی کروالیں' انشاءاللہ آپ کو مایوسی نہیں ہو گی کیونکہ میں نے بہت کچھ جانتے ہوئے بھی نہیں لکھا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

26-06-2016